اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باہمی تعلق

مفتی عارف محمود گلگتی کشمیری
مدیر دار التصنیف مدرسہ فاروقیہ، کشروٹ، گلگت

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے محترم نفوسِ قدسیہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان باہمی رشتہ داریاں، تعلق، محبت، احترام و اکرام اور اس کا اظہار ایک تاریخی حقیقت ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش اس کے برعکس تاریخ سے ڈھونڈ کر من گھڑت اور بے بنیاد روایات کو بنیاد بنا کر اُن نفوسِ قدسیہ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کرتے ہیں جن سے اُن کا دامن صاف تھا۔ آج کی تحریر میں تصویر کے اصل اور حقیقی رخ کی ایک جھلک دکھانی ہے اور مستور حقائق کو واضح کرنا ہے، تاکہ اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کے ماننے والے بھی باہمی محبت ومودت اور احترام کے ساتھ معاشرت کا مظہر بن سکیں۔ خاص طور پر اہلِ بیت کرامؓ اور خلیفۂ اول، خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان محبت ومودت کا جو تعلق تھا، اس کا ذکر نہ صرف اہلِ سنت علماء کرام نے کیا، بلکہ اہلِ تشیع کے علماء نے بھی اسے بیان کیا۔ اس تحریر میں صرف شیعہ حضرات کی کتب سے اس حقیقت کو واضح کرنا ہے، تاکہ اہلِ بیت عظامؓ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے حضرات اُن کے نقشِ قدم پر چلیں اور معاشرہ میں اسی محبت ومودت کو فروغ مل سکے۔

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھنا

یہ عام فہم اور معقول بات ہے کہ آدمی اپنی اولاد اور بچوں کے نام ہمیشہ باکردار، پسندیدہ، نیک سیرت اور صالح لوگوں کے نام پر رکھتا ہے اور جس نام کا انتخاب کیا جاتا ہے، وہ عقیدت، محبت ومودت اور احترام کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ایک عام انسان بھی کسی ناپسندیدہ شخصیت اور اپنے دشمنوں کا نام اپنے بچوں کو نہیں دیتا، یہی وجہ ہے کہ اہلِ بیت کرامؓ کے مقدس نفوس نے بھی خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عقیدت ومحبت اور مودت کا اظہار مختلف طرح سے کیا، ان میں سے ایک طریقہ یہ

اختیار کیا کہ ان کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھا۔

ابوالائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل

اہلِ بیتؓ میں سب سے پہلے ابوالائمہ سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسی محبت ومودت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک بیٹے کا نام سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر ''ابوبکر'' رکھا، مشہور شیعہ عالم ''شیخ مفید'' نے امیر المومنینؓ کی اولاد، ان کے نام اور تعداد کے عنوان سے لکھا ہے:

''۱۲-محمد الأصغر المكنى بأبي بكر ، ۱۳-عبيد الله، الشهيدان مع أخيهما الحسين (ع) بألطف أمهما ليلى بنت مسعود الدارمية.''(۱)

یعنی ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادوں میں سے محمد اصغر جن کی کنیت ابوبکر تھی اور عبید اللہ جو کہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ کے بطن سے تھے، دونوں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں شہید کیے گئے۔''

مشہور شیعہ مؤرخ ''یعقوبی'' نے لکھا ہے:

''وكان له من الولد الذكور أربعة عشر ، ذكر الحسن والحسين ... وعبيد الله وأبو بكر لا عقب لهما أمهما ليلى بنت مسعود الحنظلية من بني تيم .''(۲)

یعنی ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ۱۴ نرینہ اولاد تھی، ان میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کیا اور ان میں سے عبید اللہ اور ابوبکر کا نام بھی ذکر کیا، جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور ان کی والدہ بنو تیم کی لیلیٰ بنت مسعود حنظلیہ تھیں۔''

شیعہ عالم ابوالفرج اصفہانی نے ''مقاتل الطالبيين'' میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھ کربلا میں شہید ہونے والے اہلِ خانہ کے عنوان سے لکھا ہے:

''وكان منهم: أبو بكر بن علي بن أبي طالب وأمه ليلى بنت مسعود.''(۳)

یہی بات ''كشف الغمة'' میں ہے اور مجلسی نے ''جلاء العيون''(۴) میں اسی طرح لکھا ہے۔

دلیلِ عقیدت ومحبت

کیا یہ اس بات پر دلیل نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عقیدت تھی اور اُن کے درمیان محبت ومودت اور بھائی چارے کا رشتہ تھا، تبھی انہوں نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا؟!

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ صاحب زادے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کو خلیفۂ اول مقرر کیے جانے کے بعد پیدا ہوئے تھے، بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے جانے کے بعد اُن کی ولادت ہوئی تھی، کیا آج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام لیوا اور اُن کی محبت کا دم بھرنے والے شیعہ حضرات میں کوئی ایک بھی ایسا شخص ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں اپنے کسی بیٹے کا نام ''ابوبکر'' رکھ سکے؟! کیا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موالات رکھتے ہیں یا عملی طور پر اُن کی مخالفت کرتے ہیں؟!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا طرزِ عمل

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت و مودت کا یہ سلسلہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تک محدود نہیں تھا، بلکہ اُن کے بعد ان کی آل و اولاد نے اپنے والد بزرگوار کی پیروی کی اور انہی کا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اپنے بچوں کا نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا اسمِ گرامی

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے صاحب زادے، نواسۂ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ جن کو شیعہ امامِ ثانی اور امامِ معصوم کا درجہ دیتے ہیں، انہوں نے اپنے ایک بیٹے کا نام ''ابوبکر'' رکھا، تاریخ یعقوبی اور منتہی الآمال میں ہے:

''وكان للحسن من الولد ثمانية ذكور وهم الحسن بن الحسن وأمه خولة وأبو بكر وعبد الرحمٰن لأمهات أولاد شتى وطلحة وعبيد الله.''(۵)

یعنی ''حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آٹھ نرینہ اولاد تھی، جن میں سے حسن بن حسنؒ کی والدہ کا نام خولہ تھا، عبدالرحمٰن اور ابوبکر اُمِ ولد سے تھے، طلحہ اور عبیداللہ بھی آپ کے صاحبزادے تھے۔''

اصفہانی نے ''مقاتل الطالبيين''(٦) میں لکھا ہے کہ ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب بھی اپنے چچا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہونے والوں میں سے تھے، انہیں عقبہ غنوی نے شہید کیا تھا۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے کا اسمِ گرامی

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے ایک صاحب زادے کا نام ''ابوبکر'' رکھا تھا، معروف شیعہ مؤرخ نے ''التنبيه والإشراف'' میں شہداء کربلا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وممن قتلوا في كربلاء من ولد الحسين ثلاثة، علي الأكبر وعبد الله الصبي وأبو بكر بنوا الحسين بن عليؑ.''(۷)

یعنی ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے آپ کے تین صاحب زادے علی الاکبر، عبداللہ

اور ابوبکر کربلا میں شہید ہوئے۔''

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت

''كشف الغمة'' میں لکھا ہے کہ: ''امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ''ابوبکر'' تھی۔''(۸)

حضرت حسن بن حسن بن علیؓ کے صاحبزادے کا نام

حضرت حسنؒ بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے ایک صاحب زادے کا نام ''ابوبکر'' رکھا تھا، چنانچہ ''مقاتل الطالبيين''(۹) میں اصفہانی کی محمد بن علی حمزہ علوی سے روایت ہے کہ: ''ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ شہید ہونے والوں میں ابوبکر بن حسن بن حسن بھی تھے۔''

ساتویں امام کے بیٹے کا نام

شیعہ کے ساتویں امام موسیٰؒ بن جعفر جن کا لقب کاظم ہے، انہوں نے بھی اپنے پیش رو بزرگوں کی طرح اپنے ایک بیٹے کا نام ''ابوبکر'' رکھا۔(۱۰)

آٹھویں امام کی کنیت

اصفہانی نے ذکر کیا ہے کہ (شیعہ کے آٹھویں امام علی رضاؒ کی کنیت ''ابوبکر'' تھی، اسی کتاب میں عیسیٰ بن مہران کی ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ ایک دن مامون نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا، میں نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ: ''ہمارے ''ابوبکر'' نے کہا۔'' عیسیٰ بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے ابو الصلت سے پوچھا کہ آپ کے ابوبکر سے کون مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ علیؒ بن موسی الرضاؒ، ان کی کنیت ''ابوبکر'' تھی۔(۱۱)

امام موسیٰ کاظمؒ کی بیٹی کا نام

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ امام موسیٰ کاظمؒ نے اپنی ایک بیٹی کا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کے نام پر عائشہ رکھا تھا، مشہور شیعہ عالم شیخ مفید نے موسیٰ بن جعفرؒ کے احوال و اولاد کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ: ''ابوالحسن موسیٰ کے سینتیس (۳۷) بیٹے اور بیٹیاں تھیں، بیٹیوں میں فاطمہ، عائشہ اور اُمِ سلمہ تھیں۔''(۱۲)

حضرت علیؒ بن حسینؓ کی صاحبزادی کا نام

حضرت علیؒ بن حسینؓ نے بھی اپنی ایک صاحب زادی کا نام ''عائشہ'' رکھا تھا۔(۱۳)

دسویں امام کا طرزِ عمل

شیعہ حضرات کے دسویں امام علی بن محمد الہادی نے بھی اپنی ایک بیٹی کا نام ''عائشہ'' رکھا تھا، چنانچہ شیخ مفید نے لکھا ہے:

''وتوفي أبو الحسن عليهما السلام في رجب سنة أربع وخمسين ومائتين، ودفن في داره بسرّ من رأى، وخلف من الولد أبا محمد الحسن ابنه وابنته عائشة.'' (۱۴)

یعنی ''ابوالحسنؒ رجب ۲۵۴ ہجری میں فوت ہوئے اور ''سُرَّ مَنْ رَاٰی'' میں اپنے گھر میں دفن کیے گئے، انہوں نے اولاد میں بیٹا ابومحمد حسن اور بیٹی عائشہ چھوڑی۔''

اس کے علاوہ بنو ہاشم کے کئی بزرگوں نے اپنے بچوں کا نام ''ابوبکر'' رکھا تھا۔'' (۱۵)

دعوتِ غور وفکر

آلِ بیت کے ان مقدس نفوس کا اپنی اولاد کا نام ''ابوبکر'' اور ''عائشہ'' رکھنا اِن ناموں سے عقیدت ومحبت اور احترام ومودت کی دلیل ہے اور یہی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) کے نام لیوا اور محبت کا دم بھرنے والوں کو اپنے اکابر وائمہ کی زندگی کے اُن روشن پہلوؤں سے رہنمائی لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میں اہلِ تشیع حضرات کو خاص طور پر تعلیم یافتہ اور نوجوانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تصویر کے اس رُخ پر بھی غور کریں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ ائمہ کرام کی زندگی کے ان حقائق کو ان سے کیوں چھپایا جارہا ہے؟!۔

حوالہ جات

۱:۔الارشاد،ص:۱۸۶
۲:۔تاریخ الیعقوبی، ج:۲،ص:۲۱۳
۳:۔مقاتل الطالبیین،ص:۱۴۲، ط: دارالمعرفۃ، بیروت
۴:۔کشف الغمۃ، ج:۲،ص:۲۶۔جلاء العیون،ص:۵۸۲
۵:۔تاریخ الیعقوبی، ج:۲،ص:۲۲۸۔منتہی الآمال، ج:۱،ص:۲۴۰
۶:۔مقاتل الطالبیین،ص:۸۷
۷:۔التنبیہ والاشراف،ص:۲۶۳
۸:۔کشف الغمۃ، ج:۲،ص:۴۷
۹:۔مقاتل الطالبیین،ص:۱۸۸، ط: دارالمعرفۃ، بیروت
۱۰:۔دیکھیے: کشف الغمۃ، ج:۲،ص:۲۱۷
۱۱:۔مقاتل الطالبین،ص:۵۶۱۔۵۶۲
۱۲:۔الارشاد،ص:۳۰۲۔۳۰۳،الفصول المہمۃ،ص:۲۴۲۔
۱۳:۔دیکھیے: کشف الغمۃ، ج:۲،ص:۹۰
۱۴:۔کشف الغمۃ،ص:۳۳۴۔الفصول المہمۃ،ص:۲۸۳
۱۵:۔تفصیل کے لیے دیکھیے: مقاتل الطالبیین،ص:۱۲۳